آج میری تقریر کا عنوان ہے رسول کریم ﷺ امن و آشتی کے پیکر

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت السـلام یعنی سلامتی والا اور سلامتی بخشنے والا ہے نیز وہ امن دینے والا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفات کا اعلیٰ وارفع ظہور عبد کامل، ہادیٔ عالم، سرور کونین، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات والا برکات کے ذریعہ ہوا۔ ان صفات کے حقیقی مظہر آنحضرت ﷺ تھے جنہوں نے دنیا کو سلامتی اور امن کا نہ صرف پیغام دیا بلکہ اپنے عمل کے ذریعہ سے دنیا کو سلامتی اور امن کا گہوارہ بنا دیا۔

ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ سلامتی کے شہزادے تھے یہ خطاب آپ کو صدیوں قبل یسعیاہ نبی نے بھی دیا تھا جنہوں نے آنے والے عظیم الشان موعود نبی کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے: عجیب، مشیر، خدائے قادر، ابدیت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔'' اس عظیم الشان پیشگوئی میں یسعیاہ علیہ السلام نے موعود عظیم کی خبر دیتے ہوئے اس کی نمایاں خوبیاں بھی بیان فرما دیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے شوکت وعظمت بھی عطا فرمائی اور حکومت بھی۔ آپ کے ذریعہ سے سلامتی اور امن پھیلا اور آپ کی سلطنت کے اقبال کی انتہا نہ تھی۔ بڑی بڑی طاقتیں سرنگوں ہو کر آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئیں اور تمام اقوام کو آپ نے امن اور سلامتی کا پیغام دیا جس کی وجہ سے نہ صرف وہ سر تسلیم خم کر گئیں بلکہ اطاعت و وفا کے شاندار نمونے ان لوگوں نے قائم کیے اور بغیر خون خرابے کے بڑے بڑے علاقے آپ کی بلند سلطنت اور عافیت کے حصار میں آ گئے۔

آپ چونکہ سلامتی کے شہزادے اور خدا تعالیٰ کی صفت سلام کے مظہر کامل تھے چنانچہ آپ نے دنیا میں سلامتی اور امن کی خوبصورت تعلیم دی اور پھر اپنے عمل سے معاشرے میں امن و سلامتی قائم کی۔ آپ نے یہ بنیادی تعلیم اپنے صحابہ کو دی کہ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

آپ نے سلامتی کی خوبصورت تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ آپس میں السلام علیکم کہنے کو رواج دو۔ ایک دوسرے کو سلامتی کا پیغام دو۔ اس کے نتیجہ میں آپس میں محبت پیدا ہوگی۔ فرمایا کہ بہترین اسلام یہ ہے کہ تم کھانا کھلاؤ اور دوسری یہ بات کہ ہر شخص کو سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ یہ قیام امن کے لیے ایسی شاندار تعلیم ہے کہ جب ہر آنے جانے اور ملنے والے شخص کو سلامتی، رحمت اور برکت کا پیغام دیا جائے گا تو پھر اس کے بعد کونسی بدامنی اور فساد باقی رہ جائے گا۔ ہر طرف سے جب سلام سلام کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں گی تو اس کے نتیجہ میں ہر قسم کا شر اور فساد ختم ہوتا جائے گا۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آداب سلام سکھاتے ہوئے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو سلام کہے، چلنے والا کھڑے کو سلام کہے اور سوار قائم کو کہے۔ اتنی باریکی میں تعلیم دی اور پھر اس تعلیم پر عمل کر کے آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سلام میں مسابقت کی روح پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں مدینہ کی گلیاں امن و سلامتی کا گہوارہ بن گئیں اور پھر یہی امن و سلامتی کا پیغام مدینہ سے نکل کر کل عالم میں پھیل گیا۔

آپ نے مذہبی آزادی اور رواداری کی تعلیم دے کر معاشرے میں قیام امن کی مضبوط بنیاد رکھی۔ نیز دین میں کوئی جبر نہیں ہے کا اعلان بڑی تحدّی کے ساتھ فرمایا اور یہ بھی کہ ''حق وہی ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہو پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔'' پہلے مذاہب مختلف اقوام اور زمانوں کے ساتھ مخصوص تھے اس لیے ان کی عنایات اور مہربانیوں کے مورد صرف اپنے لوگ تھے غیر اقوام نہ تھے۔ اس قسم کی تعلیم سے غیر اقوام کے ساتھ زیادتی اور ظلم کی راہ ہموار ہوتی تھی لیکن آنحضور ﷺ آفاقی تعلیم لے کر آئے جس کے نتیجہ میں تمام قوموں کے لوگوں کو اپنی قوت قدسیہ سے اور پیار و محبت کے ساتھ پُر امن طریق سے اپنی طرف کھینچ لیا۔

مذہبی راہنماؤں اور مقدس ہستیوں کی عزت و احترام کے بغیر معاشرے میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ آج دنیا میں جو فساد برپا کیا جا رہا ہے اس کی ایک وجہ مذہبی راہنماؤں، بانیان اور مقدس ہستیوں کا عزت و احترام نہ کرنا اور ان کے خلاف ہرزہ سرائی ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے تمام مذاہب کی مقدس

ہستیوں کے احترام کی تعلیم دی اور قرآن نے تو جھوٹے معبودوں کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کر دیا کہ مبادا ظالم سچے خدا کو بھی برا بھلا کہیں گے۔

ایک یہودی کے ساتھ جب ایک مسلمان کا انبیاء کی فضیلت کے حوالے سے تنازعہ کھڑا ہوا اور مسلمان نے یہودی کو ضرب لگائی اور وہ یہودی آپ کے حضور شکایت لے کر حاضر ہوا تو آپ نے کمال درجہ کی امن پسند تعلیم دی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ ان الفاظ میں فرمایا:

مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو۔ دوسری روایات میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ تم مجھے موسیٰ اور یونس بن متّیٰ پر بھی فضیلت نہ دیا کرو۔ دوسرے کے جذبات اور شرف انسانیت کی سربلندی کے لیے آپ نے شاندار نمونے اس طرح قائم فرمائے کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرتا ہے تو آپ کھڑے ہو جاتے ہیں اور کسی کے اظہار پر فرماتے ہیں کہ کیا یہودی میں جان نہیں ہوتی؟

آنحضور ﷺ کے ذریعہ بلا تمیز رنگ ونسل و مذہب عدل و انصاف کی خوبصورت تعلیم دی گئی۔

''آپ کے ذریعہ یہ اعلان اللہ تعالیٰ نے کروایا کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔''

ہادیٔ عالم ﷺ نے صرف عدل ہی کی تعلیم نہیں دی بلکہ غیر اقوام کے ساتھ احسان کرنے کی تعلیم دی اور پھر اپنے عملی نمونہ سے ان پر احسان بھی کیا۔ مسلمانوں کے غیر مسلم عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی۔ یہود کے قبیلہ بنی نضیر کو جب ان کی بدعہدی کی وجہ سے مدینہ بدر کیا گیا تو اس وقت بنی نضیر میں انصار کی اولاد کے لوگ بھی تھے جو یہودی ہو چکے تھے اس موقع پر انصار نے اپنے بچوں کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آنحضور ﷺ نے کمال امن پسند نمونہ دکھایا اور عدل و انصاف کے باریک تقاضوں پر عمل کر کے دکھایا اور ان بچوں کو مدینہ کے انصار کو دیے جانے سے منع کر دیا کہ اب یہ بچے یہودی ہو چکے ہیں اس لیے یہود کے ساتھ ہی جائیں گے۔ یہ ہے وہ اسوۂ محمدی ﷺ جس نے حقیقی امن کا قیام کیا۔

قیام امن کا کوئی موقع امن کے پیکر حضرت محمد ﷺ نے اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ تلوار اٹھانی پڑی تو اس وقت جب آپ پر تلوار اٹھائی گئی اور دشمن آپ کو نیست و نابود کرنے کے لیے سامنے آ گیا لیکن آپ ہمیشہ امن کا پیغام دیتے رہے اور متعدد معاہدے صلح، امن اور آشتی کے قیام کے لیے فرمائے جن میں میثاق مدینہ، صلح حدیبیہ، وفد نجران اور عیسائی قبیلہ بنی تغلب کے ساتھ بھی معاہدات اور امن شامل ہیں۔ حالت معاہدات اور امن میں اسلام بڑے زور و شور کے ساتھ آپ کی قوت قدسیہ اور پاک نمونہ کی بدولت پھیلا اور معاہدات کی خلاف ورزیاں ہمیشہ مخالفین کی طرف سے ہوئیں خواہ ان کا تعلق مدینہ کے یہود کے ساتھ تھا، خواہ مشرکین مکہ کے ساتھ یا دیگر حلیف گروہوں سے۔

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ جب معاہدہ طے پا گیا تو اس میں یہ ضمانت دی گئی کہ جزیہ کے عوض عیسائیوں کے مذہبی مقامات اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں کی ہوگی اور عیسائیوں کو مذہبی آزادی کی ضمانت بھی دی گئی۔

حالت جنگ جو کہ خون ریزی سے عبارت ہوتی ہے، میں بھی خوبصورت اخلاقی تعلیم دی گئی اور آپ نے معذور عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت فرمائی اور عبادت گاہوں اور ان کے نقیبوں پر حملہ کی بھی ممانعت فرمائی۔ یہ قیام امن کا عملی تصور ہے جو آنحضرت ﷺ نے قائم فرمایا۔

مدینہ میں یہود اور عرب قبائل آباد تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد یہاں کی معاشرتی صورتحال میں تبدیلی آ گئی تھی۔ مسلمانوں کا گروہ جو انصار کہلاتا تھا اور پھر مہاجرین بھی یہاں آباد ہو رہے تھے۔ معاشرتی قیام امن کے لیے آنحضور ﷺ نے بنیادی اقدامات فرمائے اور مدینہ میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔ مہاجرین کی مدینہ میں حالت درست کرنے کے لیے اور معاشرے کا مفید وجود بنانے کے لیے جہاں آپ نے مؤاخات کا قیام فرمایا جس کے نتیجہ میں مہاجروں کو انصار کا بھائی بنا دیا تا وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں اور باہمی محبت بھی پیدا ہو جائے وہاں آپ نے مدینہ کے یہود کے ساتھ مدینہ کے معاملات چلانے کے لیے ایک امن معاہدہ فرمایا جو تاریخ میں میثاق مدینہ کے نام سے معروف ہے۔

اس معاہدہ کے ذریعہ مدینہ کے قیام امن کے لیے مشترکہ کوشش کو تسلیم کیا گیا۔ مذہبی آزادی تسلیم کی گئی اور حملہ آوروں کا دفاع مل کر کرنے کا معاہدہ ہوا۔ اسی طرح ایک دوسرے کے حلیفوں کی پاسداری کا بھی معاہدہ ہوا۔ اس معاہدہ کی رُو سے جس طرح جنگ علیحدہ نہیں کی جاسکے گی اسی طرح بیرونی گروہوں اور قبائل کے ساتھ صلح کا معاہدہ بھی علیحدہ نہیں ہوگا بلکہ یہ معاہدات مل کر طے ہوں گے۔ بہر حال مدینہ میں قیام امن کے لیے یہ آنحضرت ﷺ کی ایک شاندار مثال تھی جس کے نتیجہ میں مدینہ امن کا گہوارہ بن گیا اور امن معاہدہ توڑنے والوں کو معاہدہ کی شرائط کے مطابق سزا دی گئی۔

امن کے اس پیکر نے معاشرے میں امن کے قیام کے لئے تمام قسم کی کوششیں کیں۔ اس تاریخی صلح امن میں امن کے پیکر حضرت محمد ﷺ نے ہر قسم کے جذبات، احساسات کی قربانی دے دی۔ شرائط صلح حدیبیہ کا تجزیہ کیا جائے تو ان میں اہل مکہ نے ڈھٹائی سے اپنے مفادات کا تحفظ کیا اور اپنی ہر بات منوائی لیکن اللہ نے اسے فتح مبین قرار دیا تھا اور یہ اس بات کا ضامن تھا کہ مکہ جسے امن والی جگہ قرار دیا گیا ہے اس کی فتح بھی امن کے ساتھ ہوگی اور رؤیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی دکھایا تھا کہ تم انشاء اللہ امن کی حالت میں مکہ میں داخل ہوگے۔ صلح کی تحریر میں سہیل بن عمرو نے الرحمن الرحیم کے الفاظ بھی کٹوائے اور محمد رسول اللہ پر بھی اعتراض کیا اور محمد بن عبداللہ کے الفاظ لکھوائے آنحضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا حالانکہ صحابہ کے جذبات کھول رہے تھے اور وہ معاہدات کی شقوں سے رنجیدہ خاطر ہو رہے تھے کہ ہم اس سال طواف کیوں نہ کر پائیں گے جبکہ ہم رؤیائے رسول کو پورا کرنے آئے ہیں۔ لیکن رؤیا میں آپ کو یہ تو نہیں بتایا گیا تھا کہ اسی سال ہی لازماً طواف ہوگا۔ بہر حال آنحضور ﷺ نے صلح کی شرائط کے مطابق عمل کیا اور قربانی کے جانور ذبح کر کے واپس لوٹ آئے۔ یہ تھی وہ فتح مبین جو فتح مکہ سے پہلے آپ کو دے دی گئی اور آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ امن کے پیکر ہیں۔ امن، صلح اور معاہدات کی تاریخ میں ایسی مثال کا عشر عشیر بھی ملنا ممکن نہیں۔

حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر آپ نے جو خطبہ منیٰ میں ارشاد فرمایا وہ کل انسانیت کے لیے پیغام امن تھا اور آج بھی دنیا کے امن کا ضامن ہے۔ آپ نے درحقیقت مکہ اور اس کی اتباع میں دیگر خطّوں کو امن کا گہوارہ بنا دیا۔ آج پھر دنیا امن کی تلاش میں ہے۔ اسوۂ رسول ﷺ ہمارے سامنے ہے۔ انہی اصولوں اور بنیادوں پر دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے جن کے مطابق امن کے پیکر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے امن قائم فرمایا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ﷺ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گُم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لیے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نُور سے ملی اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔‘‘

وآخر دعونا أن الحمد لله رب العلمین